© rasailojaraid.com

مولانا سید ابوالحسن علی ندوئی

امت محمدیہ کا امتیاز

امتِ اسلامیہ آخری دینی پیغام کی حامل ہے اور یہ پیغام اس کے تمام اعمال اور حرکات وسکنات پر حاوی ہے۔ اس کا منصب قیادت ورہنمائی اور دنیا کی نگرانی واحتساب کا منصب ہے۔ قرآن مجید نے بہت قوت اور صراحت کے ساتھ اعلان کیا ہے:

کنتم خیر امة اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر وتومنون باللہ

(آل عمران ۱۱۰)

"(اے پیروانِ دعوت ایمان) تم تمام امتوں میں "بہترامت" ہو جو لوگوں (کی رہنمائی واصلاح) کے لیے ظہور میں آئی ہے۔ تم نیکی کا حکم دینے والے، برائی سے روکنے والے اور اللہ پر سچا ایمان رکھنے والے ہو"۔

دوسری جگہ کہا گیا ہے:

وکذالک جعلناکم امة وسطا لتکونوا شھداء علی الناس (البقرہ ۱۴۳)

"اور اسی طرح تو ہم نے تمہیں ایک امت وسط بنایا ہے تاکہ تم دنیا کے لوگوں پر گواہ ہو"۔

اس لیے اس کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا کہ اس امت کی جگہ قافلہ کے پیچھے اور شاگردوں اور حاشیہ برداروں کی صف میں ہو اور وہ دوسری اقوام کے سہارے زندہ رہے اور قیادت ورہنمائی، امر ونہی اور ذہنی وفکری آزادی کے بجائے تقلید اور نقل، اطاعت وسپر اندازی پر راضی اور مطمئن ہو۔ اس کے صحیح موقف کی مثال اس شریف، قوی الارادہ اور آزاد ضمیر شخص سے دی جاسکتی ہے جو ضرورت واحتیاج کے وقت دوسروں سے اپنے ارادہ واختیار سے وہ چیزیں قبول کرتا ہے جو اس کے حالات کے مطابق ہوں اور اس کی شخصیت اور خود اعتمادی کو مجروح نہ کرتی ہوں اور ان چیزوں کو مسترد کر دیتا ہے جو اس کی شخصیت اور حیثیت کے مطابق نہ ہوں یا اس کو کمزور کرتی ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ اس قوم کو کسی دوسری قوم کے شعائر اور امتیازات اختیار کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

(مسلم ممالک میں اسلامیت اور مغربیت کی کشمکش)

© rasailojaraid.com